سُنا دیتا ہوں کہ اگر کسی نے کوئی خلافِ دین و دیانت حرکت کی تو میں سختی سے باز پرس کرونگا اور قصور کے مطابق سزا دینے سے میں ہرگز غفلت نہ کرونگا۔ میں ٹھوس تعلیم مع تعمیل پسند کرتا ہوں اور اسکا خلاف میرے لئے حوصلہ شکن ہے۔ میں اپنے ہاں کے مدرسین سے بھی درخواست کرونگا کہ وہ جہاں ایک طرف تعلیم میں انہماک فرمائیں وہاں دوسری جانب طلبہ کی اخلاقی نگرانی سے بھی غفلت نہ برتیں۔

میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکرگذار ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس مدرسہ کی انیسویں بہار دکھائی میں اسپر بھی اپنی خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج اس مبارک تقریب پر ہمارے کرم فرما حضرت مولٰنا ثناء اللہ صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں فَاَھْلاً وَّسَھْلاً۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمتیں ہم سے لے اور قبول فرمائے اور ہمیں دونوں جہان کی پریشانیوں سے بچائے۔ اور بانیانِ مدرسہ کی روح کو اپنے ہاں کی بہترین مہمانی نصیب فرمائے، والسلام۔

عبدالوھاب (مہتمم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

صفاتِ باری تعالیٰ

(از جناب مولوی زین العابدین بن محمد موسیٰ صاحب یمنی انصاری مقیم بھوپال)

بجز اس کے کہ صفات باری تعالیٰ کے ذریعہ ہستی باری تعالیٰ کا اقرار کریں ذات باری تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت کے متعلق ہماری کیا حقیقت اور کیا مجال ہے کہ دم مار سکیں۔ ہم نے خدائے تعالیٰ کو اس کی صفات سے جانا پہچانا اور اپنا معبود حقیقی مانا ہے۔ لہذا سب سے پہلے ہم کو صفات پر ہی غور کرنا چاہئے۔ جسقدر نقائص۔ جتنی مجبوریاں۔ جتنی کمزوریاں اور جسقدر عیوب فرض اور تجویز کئے جاسکتے ہیں خدائے تعالیٰ یقیناً ان سے مبرّا اور بالکل پاک ہے۔ جسقدر خوبیاں۔ کمالات اور فضائل تجویز کئے جاسکتے ہیں خدائے تعالیٰ یقیناً ان کا مالک اور ان سے موصوف ہے۔ عیب اور کمی جس ذات کو لاحق ہوسکتی ہے وہ کم ازکم انسانوں کا معبود اور کل کارخانۂ عالم کا مالک و متصرف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ محدود حواس۔ محدود علم۔ اور مجبور ہستی کے ہوتے ہوئے انسان جس کمی اور جس عیب کو فرض کرسکتا ہے وہ نقص اور وہ عیب خدائے تعالیٰ میں تجویز نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ ہمارے حواس

ہمارے اعضاء و جوارح ہمارا علم۔ ہماری عقل۔ ہمارا تصور سب کچھ خدائے تعالیٰ کا ہی عطا کردہ ہے۔ تو یہ کیسے ممکن تھا کہ یہی عطیات الٰہی عیوب آلہی کے انکشاف و اظہار کا ذریعہ بن سکیں۔ انسان کا مخلوق مملوک اور عبد ہونا ہی ایک زبردست دلیل اس بات کی ہے کہ انسان اپنے خالق اپنے مالک اور اپنے معبود کے اندر کوئی عیب کوئی نقص اور کوئی مجبوری فرض نہیں کر سکیگا اور جو ہستی کسی عیب کسی سقم۔ کسی نقص۔ کسی مجبوری کسی کمزوری سے متصف ہو سکتی ہے اُسکو ہرگز خدا نہیں کہا جا سکتا۔

پس صفات باری تعالیٰ پر غور کرنے سے پیشتر اس اصول کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا از بس ضروری ہے کہ خدائے تعالیٰ میں کوئی عیب اور نقص ہرگز فرض نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بے عیب اور تمام صفاتِ حسنہ کاملہ سے موصوف ہستی ہے جو شخص یا جو مذہب صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق عیب و نقص بھی تجویز کرتا ہے وہ یقیناً گمراہ اور لوگوں کو جادۂ مستقیم سے دور کرنا چاہتا ہے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سبحٰن ربك رب العزة عما یصفون جیسی جیسی باتیں یہ لوگ تیرے پروردگار کے بارے میں بتاتے ہیں اُنسے تیرا پروردگار پاک اور عزت والا ہے۔ (سورہ صافات۔ رکوع ۵) ھو الله الخالق البارى المصور له الاسماء الحسنیٰ (سورہ حشر رکوع ۳) وہی اللہ ہر چیز کا خالق ہر چیز کا موجب ہے مخلوقات کی طرح طرح کی صورتیں بنانے والا ہے اس کی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی لئے اسکے اچھے اچھے نام ہیں۔ الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنیٰ۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۱) اسکے سوا کوئی معبود نہیں سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ انما الٰهكم الله واحد (سورہ کہف رکوع ۱۲) واحد ازلی و ابدی ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔

جس طرح ہم ذات باری تعالیٰ کو مانتے مگر اس کی ماہیت نہیں جانتے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کی صفات حسنہ کاملہ کا اقرار کرتے ہیں مگر اُن صفات کی ماہیت سے واقف نہیں ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہم اس کی صفتوں کو اپنی صفتوں پر قیاس نہیں کر سکتے۔ جس ذات کی ماہیت ہمارے علم وفہم و تصور سے درارالورا ہے۔ اس کی صفات کی ماہیت بھلا کیسے ہمارے علم میں آسکتی اور فہم میں سما سکتی ہے۔ مثلاً ہم خدائے تعالیٰ کو حیّ یعنی زندہ کہتے ہیں مگر اس کی حقیقت و ماہیت مخلوقات کی حیات جیسی نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری زبان میں زندہ اس کو کہتے ہیں جو پیدا ہوتا اور مرتا ہے۔ سوتا جاگتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے وغیرہ مگر خدائے تعالیٰ ایسی زندگی سے پاک و برتر ہے یا مثلاً ہم خدا کو سمیع۔ یعنی سننے والا کہتے ہیں۔ مگر اس کی صفت سمع ہماری یا کسی مخلوق کی طرح نہیں اسلئے کہ ہم سماعت اس کیفیت کو کہتے ہیں جو کان کے پردے میں ہوا کے ٹکرانے اور آواز کے منتقل ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے۔ یا مثلاً ہم خدائے تعالیٰ کو علیم کہتے ہیں۔ مگر اس کی صفت علم کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح ہم خدائے تعالیٰ کو متکلم کہتے ہیں۔ مگر اس کی صفت کلام کی حقیقت ہمارے کلام جیسی نہیں۔ کیونکہ ہم جس کو کلام کہتے ہیں وہ تو ایک پارہ گوشت یعنی زبان کی حرکت سے تعلق رکھتا ہے۔ باری تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے یا مثلاً خدا کو ہم قادر کہتے ہیں لیکن مخلوق میں کسی کے اندر بھی ایسی قدرت نہیں کہ ہر حیثیت اور ہر حالت میں کبھی اسکو ناکامی کا سامنا ہی نہ ہو سکے۔ صفاتِ باری تعالیٰ کا تصور کرتے ہوئے ہم اُس کی کسی صفت میں کوئی ایسا پہلو بھی تجویز نہیں کر سکتے جو اُسکی کسی دوسری صفتِ حسنہ کے منافی یا کسی عیب و نقص سے ملتبس ہو سکے۔ مثلاً ہم خدائے تعالیٰ کی ذات میں عرض وطول اور جگہ کے گھیرنے کو فرض نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ صفات جسم اور مادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مادہ خداوند تعالیٰ